



کلاس: 12th

مضمون: اردو ( حصہ غزل)

غزل: (5)

شاعر کا نام: ناصر کاظمی (1925ء تا 1975ء)

## غزل نمبر 1:

### ❖ شعر 1:

- دل میں اک لہر سی اٹھی ہے ابھی
- کوئی تازہ ہوا چلی ہے ابھی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ دل میں ایک نئی لہر سی اٹھی ہے، جیسے کسی تازہ ہوا کے چلنے سے دل کو تازگی اور حیات ملی ہو۔ یعنی دل میں نئے احساسات، امید یا جذبات جاگ اٹھے ہیں۔

### تشریح:

یہ شعر انسان کے اندرونی جذبات اور نئے آغاز کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے دل میں اٹھنے والی لہر کو تازہ ہوا سے تشبیہ دی ہے، جو زندگی میں تازگی، روحانی یا جذباتی بیداری پیدا کرتی ہے۔

"دل میں اک لہر سی اٹھی ہے ابھی" سے مراد یہ ہے کہ دل میں ایک نئی کیفیت یا تحریک پیدا ہوئی ہے، جو پرانی سکون یا مایوسی کو بدل رہی ہے۔

"کوئی تازہ ہوا چلی ہے ابھی" کا مطلب ہے کہ جیسے ماحول میں نئی ہوا کی آمد سے سب کچھ تازہ اور خوشگوار ہو جاتا ہے، ویسے ہی دل میں نئے احساسات یا جذبے پیدا ہوئے ہیں۔

شاعر نے یہاں انسانی جذبات، امید اور تازگی کی محسوساتی تصویر کشی کی ہے، کہ نئی سوچ یا محبت کا آغاز دل میں ایک ہلکی لیکن محسوس شدہ تحریک کے ساتھ ہوتا ہے۔

## ❖ شعر 2:

- شور برپا ہے خانہ دل میں
- کوئی دیوار سی گری ہے ابھی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ دل کے اندر ایک ہلچل اور اضطراب پیدا ہوا ہے، جیسے دل کی دیوار، جو حفاظت یا سکون کا کام کرتی تھی، ابھی ٹوٹ گئی ہو۔ یعنی دل میں جذبات کی شدت نے پرانی پناہ یا رکاوٹ کو بہا دیا ہے۔

### تشریح:

یہ شعر انسانی دل کی کیفیت اور جذباتی اضطراب کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے دل کو ایک گھر (خانہ) اور جذبات کو اُس کے اندر موجود شور سے تشبیہ دی ہے۔ دیوار کا گرنا پرانی حدود یا تحفظ کے ٹوٹ جانے کی علامت ہے، جس کے نتیجے میں جذبات آزاد ہو گئے ہیں یا شدت اختیار کر گئے ہیں۔

"شور برپا ہے خانہ دل میں" سے مراد یہ ہے کہ دل کے اندر ہلچل، اضطراب یا جذبات کی شدت پیدا ہوئی ہے۔

"کوئی دیوار سی گری ہے ابھی" کا مطلب ہے کہ دل کی پرانی حفاظتی حد یا رکاوٹ ٹوٹ گئی ہے، اور جذبات یا احساسات اب آزاد ہو گئے ہیں۔

شاعر نے یہاں دل کی داخلی کیفیت اور جذباتی شدت کو محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ کبھی کبھی دل کے اندرونی عالم کی ہلچل اس کی پناہ یا استحکام کو بھی توڑ دیتی ہے۔

### ❖ شعر 3:

- بھری دنیا میں جی نہیں لگتا
- جانے کس چیز کی کمی ہے ابھی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ دنیا سب کچھ ہونے کے باوجود دل کو سکون یا خوشی نہیں مل رہی۔ دل کی خلا یا ادھوری خواہش کی وجہ سے زندگی مکمل محسوس نہیں ہو رہی، اور وہ نہیں جانتا کہ اصل کمی کس چیز کی ہے۔

### تشریح:

یہ شعر انسانی دل کی ناپائیداری اور ادھورے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ دنیا میں سب کچھ موجود ہونے کے باوجود، دل کو خوشی یا اطمینان نہیں ملتا۔ یہ کمی مادی چیزوں میں نہیں بلکہ دل کی خواہش، روحانی خلا یا اندرونی احساسات میں ہے۔

"بھری دنیا میں جی نہیں لگتا" سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی بہت سی نعمتوں اور وسائل کے باوجود دل مطمئن نہیں ہے۔

"جانے کس چیز کی کمی ہے ابھی" کا مطلب ہے کہ دل کو جو خلا محسوس ہو رہا ہے، وہ معلوم نہیں ہو رہا، لیکن اس کا اثر زندگی کی خوشی پر پڑ رہا ہے۔

شاعر نے یہاں انسانی ادھورے احساسات، روحانی یا جذباتی کمی، اور دنیاوی زندگی کی ناپائیداری کو فلسفیانہ اور محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ مادی چیزوں سے دل کی کمی پوری نہیں ہوتی۔

#### ❖ شعر 4:

- تو شریک سخن نہیں ہے تو کیا
- ہم سخن تیری خاموشی ہے ابھی

#### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اگر تم بات میں شریک نہیں ہو، یعنی بات چیت یا اظہار میں شامل نہیں، تو کیا ہم بات کرتے ہوئے تمہاری خاموشی کے ساتھ اپنے جذبات اور خیال کو بانٹ سکتے ہیں؟ یعنی خاموشی بھی ایک طرح کی شریکِ سخن ہے۔

#### تشریح:

یہ شعر انسانی تعلقات اور بات چیت کے لطیف پہلو کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ کبھی کبھی الفاظ کی غیر موجودگی یا خاموشی بھی جذبات اور خیال کے اظہار کا حصہ بن جاتی ہے۔ خاموشی کے ذریعے بھی تعلق قائم ہوتا ہے، اور سننے والا اس خاموشی کے ذریعے بات سمجھتا ہے۔

"تو شریک سخن نہیں ہے تو کیا" سے مراد یہ ہے کہ اگر تم گفتگو میں شریک نہیں، تو بھی...

"ہم سخن تیری خاموشی ہے ابھی" کا مطلب ہے کہ تمہاری خاموشی بھی ہماری گفتگو کا حصہ بن گئی ہے، اور ہم اسے محسوس کر کے اپنی بات کو جاری رکھتے ہیں۔

شاعر نے یہاں لفظی گفتگو اور خاموشی کے درمیان تعلق کو فلسفیانہ اور محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ خاموشی بھی جذبات اور خیال کی شراکت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

### ❖ شعر 5:

- یاد کے بے نشاں جزیروں سے
- تیری آواز آرہی ہے ابھی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ دل کے بھولے بسے اور یاد کی غیر معلوم جزیرے نما جگہوں سے تمہاری آواز ابھی سنائی دے رہی ہے۔ یعنی تمہاری یاد اور اثر کہیں چھپی ہوئی جگہوں سے اب بھی محسوس ہو رہا ہے۔

### تشریح:

یہ شعر یاد اور دل کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے یاد کو جزیروں سے تشبیہ دی ہے، جو غیر معلوم، الگ اور دور ہیں۔ ان بے نشاں یادوں سے اب بھی محبوب کی آواز دل میں سنائی دے رہی ہے، جو یاد کی شدت اور محبت کی گہرائی کو ظاہر کرتی ہے۔

"یاد کے بے نشاں جزیروں سے" سے مراد یہ ہے کہ یادیں ایسی ہیں جو دور، غیر معلوم اور الگ تھلگ ہیں، جیسے جزیریں۔

"تیری آواز آرہی ہے ابھی" کا مطلب ہے کہ وہ یادیں اب بھی حاضر ہیں اور دل پر اثر ڈال رہی ہیں، گویا محبوب کی آواز دور سے سنائی دے رہی ہو۔

شاعر نے یہاں یاد، فاصلہ اور دل کی حساسیت کو فلسفیانہ اور محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ یادیں کبھی ختم نہیں ہوتیں اور دور بھی قریب محسوس ہوتی ہیں۔

### ❖ شعر 6:

- شہر کی بے چراغ گلیوں میں
- زندگی تجھ کو ڈھونڈتی ہے ابھی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ شہر کی اندھیری اور بے روشنی والی گلیوں میں بھی زندگی تمہیں تلاش کر رہی ہے۔ یعنی تمہاری موجودگی یا اثر ہر جگہ محسوس ہو رہا ہے، چاہے حالات یا ماحول تاریک اور مشکل کیوں نہ ہوں۔

### تشریح:

یہ شعر زندگی، تلاش اور امید کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے شہر کی بے چراغ گلیوں کو مشکلات، اندھیری یا تنہائی کی علامت کے طور پر پیش کیا ہے، اور کہا کہ اس اندھیری میں بھی زندگی کی طاقت اور امید تمہیں تلاش کر رہی ہے۔ یہ انسانی جذبات اور روحانی تعلق کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔

"شہر کی بے چراغ گلیوں میں" سے مراد یہ ہے کہ حالات تاریک، مشکل یا مشکلات سے بھرے ہیں۔

"زندگی تجھ کو ڈھونڈتی ہے ابھی" کا مطلب ہے کہ ہر حال میں تمہاری تلاش جاری ہے، اور تمہاری موجودگی یا اثر ہر جگہ محسوس ہو رہا ہے۔

شاعر نے یہاں انسانی زندگی، امید، اور تلاش کے فلسفیانہ اور محسوساتی پہلو کو بیان کیا ہے، کہ مشکلات کے باوجود زندگی اور یادیں انسان کو تلاش کرتی رہتی ہیں۔

### ❖ شعر 7:

- وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
- غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

### مفہوم:

شاعر خود کو تسلی دیتا ہے کہ یہ مشکل اور غم کا وقت ہمیشہ نہیں رہے گا، اچھا وقت بھی ضرور آئے گا، اس لیے مایوس نہ ہو، ابھی زندگی باقی ہے۔

### تشریح:

اس شعر میں امید، حوصلے اور صبر کا پیغام دیا گیا ہے۔ شاعر اپنے آپ سے یا کسی قریبی شخص سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ حالات چاہے اس وقت کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں، یہ کیفیت مستقل نہیں ہے۔ وقت بدلتا رہتا ہے اور زندگی میں دکھ کے بعد سکھ بھی آتا ہے۔

"وقت اچھا بھی آئے گا" سے مراد یہ ہے کہ مصیبت، ناکامی اور غم کے دن ختم ہوں گے اور خوشی، سکون اور کامیابی کا زمانہ بھی آئے گا۔

"غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی" میں شاعر زندگی کو امید کی علامت کے طور پر پیش کرتا ہے، یعنی جب تک زندگی باقی ہے، بہت کچھ بدل سکتا ہے، بہت سی خوشیاں مل سکتی ہیں اور نئے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ شعر انسان کو ناامیدی، مایوسی اور دل شکستگی سے نکال کر حوصلہ، برداشت اور امید کا راستہ دکھاتا ہے اور یہ پیغام دیتا ہے کہ زندگی کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا، اس لیے حوصلہ رکھنا ہی عقل مندی ہے۔

## غزل نمبر 2:

### ❖ شعر 1:

- اے ہم سخن وفا کا تقاضا ہے اب یہی
- میں اپنے ہاتھ کاٹ لوں، تو اپنے ہونٹ سی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اب وفا کا تقاضا اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اگر میں اپنی محبت میں خود کو نقصان پہنچاؤں تو تم پر لازم ہے کہ تم خاموشی اختیار کرو اور کوئی شکوہ یا انکار نہ کرو۔

### تشریح:

اس شعر میں عشق کی انتہا، وفا کی شدت اور محبوب سے غیر معمولی توقع کو بیان کیا گیا ہے۔ شاعر محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ ہماری رفاقت اور وفا کا معیار اب عام حدوں سے آگے بڑھ چکا ہے۔ عشق میں وہ خود کو قربان کرنے تک پر آمادہ ہے، یہاں تک کہ اپنے ہاتھ کاٹ لینے جیسی انتہائی مثال دیتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی وہ محبوب سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اگر وہ ایسی قربانی دے تو محبوب اس پر اعتراض نہ کرے، خاموش رہے اور اسے قبول کرے۔ "اپنے ہونٹ سی" خاموشی، رضا اور مکمل وفاداری کی علامت ہے۔

یہ شعر دراصل یہ دکھاتا ہے کہ شاعر کے نزدیک وفا صرف دعوؤں کا نام نہیں بلکہ انتہائی قربانی، صبر اور خاموش رضا کا تقاضا کرتی ہے۔ اس میں عشق کی شدت بھی ہے اور محبوب کی بے نیازی پر ایک لطیف شکوہ بھی، جو شعر کو جذباتی اور معنی خیز بنا دیتا

## ❖ شعر 2:

- کن بے دلوں میں پھینک دیا حادثات نے
- آنکھوں میں جن کی نور نہ باتوں میں تازگی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ قسمت یا حادثات نے ایسے بے دل لوگوں کے درمیان ڈال دیا ہے، جن کی آنکھوں میں روشنی نہیں اور باتوں میں کوئی تازگی یا جاذبیت نہیں۔ یعنی زندگی یا محبت کا تجربہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو جذبات اور احساسات سے خالی ہیں۔

### تشریح:

یہ شعر انسانی تجربات، مایوسی اور تعلقات کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے یہاں حادثات کو قسمت یا زندگی کے امتحان کے طور پر پیش کیا ہے، جو انسان کو ایسے لوگوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں جو دل سے خالی ہیں، جن میں محبت، روشنی اور خوشگواہی نہیں ہے۔

"کن بے دلوں میں پھینک دیا حادثات نے" سے مراد یہ ہے کہ زندگی نے یا قسمت نے شاعر کو ان لوگوں کے ساتھ ڈال دیا ہے جو دل کی حرارت اور جذبے سے خالی ہیں۔

"آنکھوں میں جن کی نور نہ باتوں میں تازگی" کا مطلب ہے کہ وہ لوگ جذباتی یا روحانی اعتبار سے خالی ہیں، نہ آنکھوں میں روشنی ہے، نہ باتوں میں زندگی اور تازگی۔

شاعر نے یہاں انسانی زندگی میں مایوسی اور بے حسی کے تجربے کو فلسفیانہ اور محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ بعض اوقات حادثات انسان کو ایسے تعلقات میں لے آتے ہیں جو روحانی یا جذباتی طور پر خالی ہوں۔

### ❖ شعر 3:

- بول اے میرے دیار کی سوئی ہوئی زمیں
- میں جن کو ڈھونڈتا ہوں کہاں ہیں وہ آدمی

### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اے میری سرزمین، تجھے بولنا چاہیے اور بتانا چاہیے کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں میں تلاش کر رہا ہوں۔ یعنی وہ انسان جن میں عظمت، شجاعت، یا انسانی اقدار موجود تھیں، اب کہیں نظر نہیں آتے۔

### تشریح:

یہ شعر انسانی کمیابی، معاشرتی مایوسی اور حقیقی انسانیت کے فقدان کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے اپنی زمین کو مخاطب کیا ہے، گویا وہ زمین یا معاشرہ اس کے سوال کا جواب دے سکتا ہے کہ حقیقی انسان کہاں ہیں۔ "سوئی ہوئی زمین" سے مراد ہے کہ معاشرہ یا ماحول بے حس، غافل یا سست ہو گیا ہے۔

"بول اے میرے دیار کی سوئی ہوئی زمین" سے مراد یہ ہے کہ شاعر زمین یا معاشرے سے سوال کر رہا ہے کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو عظمت، شجاعت یا اچھائی کے معیار پر پورا اترتے تھے۔

"میں جن کو ڈھونڈتا ہوں کہاں ہیں وہ آدمی" کا مطلب ہے کہ حقیقی انسان، جن میں خصوصیات یا اخلاقی عظمت ہے، اب دکھائی نہیں دیتے۔

شاعر نے یہاں انسانی قدر، معاشرتی حساسیت اور حقیقت پسندانہ فقدان کو فلسفیانہ اور محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ بعض اوقات ماحول اتنا بے حس ہو جاتا ہے کہ عظیم لوگ بھی ناپید لگتے ہیں۔

#### ❖ شعر 4:

- میٹھے تھے جن کے پھل، وہ شجر کٹ کٹا گئے
- ٹھنڈی تھی جس کی چھاؤں، وہ دیوار گر گئی

#### مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ جو چیزیں زندگی میں خوشی، سکون اور راحت دیتی تھیں، وہ اب ختم ہو گئی ہیں۔ میٹھے پھل دینے والا درخت ٹوٹ گیا، اور وہ چھاؤں دینے والی دیوار بھی گر گئی۔ یعنی زندگی کی وہ سہولیات اور محبتیں جو دل کو تسکین دیتی تھیں، اب دستیاب نہیں رہیں۔

## تشریح:

یہ شعر زندگی کے نقصان، کمیابی اور مایوسی کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے خوشیوں اور سکون کی علامتوں کو قدرتی چیزوں سے تشبیہ دی ہے: میٹھے پھل، ٹھنڈی چھاؤں، درخت اور دیوار۔ اب یہ سب ختم ہو گئے ہیں، یعنی جو چیزیں دل کو مطمئن اور زندگی کو خوشگوار بناتی تھیں، وہ ختم ہو چکی ہیں۔

"میٹھے تھے جن کے پھل، وہ شجر کٹ کٹا گئے" سے مراد یہ ہے کہ زندگی کی وہ نعمتیں، خوشیاں یا تعلقات جو میٹھے پھل کی مانند تھے، اب ٹوٹ چکے ہیں۔

"ٹھنڈی تھی جس کی چھاؤں، وہ دیوار گر گئی" کا مطلب ہے کہ زندگی کی وہ راحت، تحفظ یا آرام جو چھاؤں کی طرح دل کو سکون دیتا تھا، وہ بھی اب نہیں رہا۔

شاعر نے یہاں زندگی کے نقصان اور مایوسی کے جذبات کو فلسفیانہ اور محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ جو سکون اور خوشیاں پہلے دل کو ملتی تھیں، اب ان کا وجود ختم ہو چکا ہے۔

## ❖ شعر 5:

- بازار بند، راستہ سنسان، بے چراغ
- وہ رات ہے کہ گھر سے نکلتا نہیں کوئی

## مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ بازار بند ہیں، راستے سنسان اور اندھیری سے بھرے ہیں۔ یہ وہ رات ہے جس میں لوگ گھروں سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں رکھتے، یعنی ماحول خوف اور سکون کی کمی کا حامل ہے۔

## تشریح:

یہ شعر تنہائی، خوف اور افراتفری کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے رات اور اندھیری ماحول کو ایک تصویر کے طور پر پیش کیا ہے، جہاں نہ روشنی ہے، نہ لوگ، نہ سماجی حرکت۔ یہ تنہائی اور سنسان ماحول انسانی دل یا معاشرتی کیفیت کی عکاسی کر رہا ہے۔

"بازار بند، راستہ سنسان، بے چراغ" سے مراد یہ ہے کہ ماحول مکمل طور پر خالی، خاموش اور تاریک ہے۔

"وہ رات ہے کہ گھر سے نکلتا نہیں کوئی" کا مطلب ہے کہ حالات یا خوف اتنے شدید ہیں کہ لوگ باہر نکلنے کی ہمت نہیں کرتے۔

شاعر نے یہاں رات، تنہائی اور خوف کے جذبات کو محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ کس طرح ماحول انسان کے اندر اضطراب اور سنسانگی کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

## ❖ شعر 6:

- ناصر، بہت سی خواہشیں دل میں ہیں بے قرار
- لیکن کہاں سے لاؤں وہ بے فکر زندگی

## مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ دل میں بہت سی خواہشیں اور آرزویں ہیں، لیکن اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ خوش و بے فکر زندگی کہاں سے حاصل کی جائے۔ یعنی دل چاہتا ہے زندگی کو آزادی اور سکون کے ساتھ جیا جائے، مگر حالات یا وسائل اس کی اجازت نہیں دیتے۔

## تشریح:

یہ شعر انسانی خواہشات اور زندگی کی حقیقت کے درمیان فرق کو بیان کرتا ہے۔ شاعر نے دل کی بے قراری اور آرزوؤں کی شدت کو پیش کیا ہے، اور ساتھ ہی زندگی کی مشکلات اور ذمہ داریوں کی رکاوٹ کا احساس بھی بیان کیا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کو بے فکر، خوشحال اور آزاد انداز میں گزارے، مگر عملی دنیا میں یہ آسان نہیں ہوتا۔

"بہت سی خواہشیں دل میں ہیں بے قرار" سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اندر بے شمار ارادے، خواہشات اور امنگیں ہیں جو اس کی روح کو حرکت دیتی ہیں۔

"لیکن کہاں سے لاؤں وہ بے فکر زندگی" کا مطلب ہے کہ حالات یا وسائل کی کمی کے سبب وہ زندگی حاصل نہیں ہو رہی جس میں انسان بلا فکر اور آزاد ہو کر جینا چاہتا ہے۔

شاعر نے یہاں انسانی دل کی بے چینی، خواہشات کی شدت اور حقیقت پسندانہ رکاوٹوں کو فلسفیانہ اور محسوساتی انداز میں بیان کیا ہے، کہ خواہشات اور حقیقت کے درمیان اکثر فاصلہ رہتا ہے۔

### Note:

This chapter is designed to provide a solid foundation of knowledge, with the goal of deepening understanding and encouraging further exploration of the subject. The content has been carefully selected to support effective learning and inspire students to engage with the topic more deeply.

**Author:** Muhammad Asghar

**Purpose:** To contribute to education by offering insightful, valuable content that enhances learning and understanding.

## Copyright & Usage Policy

© 2026 Muhammad Asghar. All rights reserved.

No part of these notes may be reproduced, redistributed, or used for commercial purposes without explicit written permission from the author. These notes are intended solely for personal study and educational use.